علوم الحدیث تعارف واقسام/ایک تحقیقی جائزہ

ڈاکٹر مسرت جہاں

انچارج شعبہ قرآن وسنۃ

جامعہ کراچی!

حدیث کے لغوی معنی

لغت عرب کے امام علامہ جوہریؒ نے صحاح میں حدیث کے معنی اس طرح بیان کئے ہیں کہ "الحدیث الکلام قلیله و کثیره و جمعه احادیث" یہ حدیث کے لغوی معنی ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ حدیث لغت کے اعتبار سے ہر قسم کے کلام کو کہا جاتا ہے(۱)

علامہ سیوطیؒ نے فرمایا:

"الحدیث لغة ضدّ القدیم وقد استعمل فی قلیل الخبر و کثیرهٔ لأنه یحدث شیئاً فشیئاً "(۲)

ترجمہ:

"حدیث لغت میں قدیم کی ضد ہے اور کم اور زیادہ خبر میں مستعمل ہے، اس لئے کہ بات درجہ بدرجہ ہوتی ہے"

حدیث کی اصطلاحی تعریف

حدیث کے اصطلاحی معنی میں علماء کرام کی مختلف عبارتیں منقول ہیں، لیکن یہ اختلاف اقوال یا تو لفظی ہے یا اعتباری، اس موضوع پر سب سے بہترین بحث علامہ طاہر بن صالح الجزائری نے اپنی کتاب "توجیہ النظر فی اصول الأثر" میں کی ہے۔(یہ چودھویں صدی کی ابتداء کے مشہور

عالم ہیں اور ان کی کتاب توجیہ النظر علمِ اصولِ حدیث میں بڑی جامع کتاب ہے اور حال ہی میں مدینہ طیبہ سے شائع ہوئی ہے) وہ فرماتے ہیں کہ دراصل حدیث علماءِ اصولِ فقہ کی اصطلاح میں کچھ اور ہے، اور محدّثین کی اصطلاح میں کچھ اور، اس لئے دونوں کی بیان کردہ تعریفوں میں فرق ہو گیا ہے۔(۳)

اصولیین کے نزدیک حدیث کی تعریف:

علماءِ اصولیین نے حدیث کی تعریف اس طرح کی ہے "أقوال رسول الله ﷺ وأفعاله" اس تعریف میں تقریر بھی داخل ہے اس لئے کہ افعال کا لفظ اس کو بھی شامل ہے، اسی طرح آپ ﷺ کے احوالِ اختیاریہ بھی افعال کے لفظ میں داخل ہو جاتے ہیں، البتہ تعریف کی رو سے وہ روایاتِ حدیث کی تعریف میں نہیں آتیں جن میں آنحضرت ﷺ کے احوالِ غیر اختیاریہ کو بیان کیا گیا ہے، مثلاً آپ ﷺ کا حلیہ مبارک آپ کی ولادت یا وفات کے واقعات کا بیان، لیکن علماءِ اصولِ فقہ کے نقطۂ نظر سے ایسی روایات کا حدیث کی تعریف سے خارج ہونا کچھ مضر نہیں، کیونکہ علماء اصولِ فقہ کا مقصد حدیث سے استنباطِ احکام ہوتا ہے اور جن روایات میں آپ ﷺ کے احوالِ غیر اختیاریہ بیان کئے گئے ہیں ان سے چونکہ کوئی حکم مستنبط نہیں ہوتا اس لئے ان کا حدیث کی تعریف سے خارج ہو جانا علماءِ اصولِ فقہ کے نزدیک مضر نہیں، اس کے برخلاف حضرات محدّثین آپ ﷺ کے احوالِ اختیاریہ وغیر اختیاریہ میں کوئی فرق نہیں کرتے اور ان کا مقصود استنباط احکام نہیں بلکہ ہر اس روایت کو جمع کر دینا ہے جو نبی کریم ﷺ کی طرف کسی بھی حیثیت سے منسوب ہو، اس لئے ان کے نزدیک حدیث کی تعریف یہ ہے۔(۴)

حضرات محدّثین کے نزدیک حدیث کے معنیٰ:

"اقوال رسول الله ﷺ وافعاله واحواله" اب یہ تعریف احوالِ غیر اختیاریہ کو بھی شامل ہوگئی، اس تعریف کو حافظ سخاویؒ نے فتح المغیث (۵) میں اس طرح پھیلایا ہے:

"والحديث لغة ضدّ القديم واصطلاحا ما اضيف إلى النبي ﷺ قولاً أو فعلاً أو تقريراً أو صفةً حتى الحركات والسكنات في اليقظة والمنام"

ترجمہ:

''حدیث لغت میں قدیم کی ضد ہے اور اصطلاح میں حدیث کہا جاتا ہے ہر اس بات کو جو نبی کریم ﷺ کی طرف منسوب ہو جائے وہ قول ہو یا فعل یا تقریر ہو یا صفت حتی کہ بیداری اور خواب کے حرکات وسکنات بھی حدیث کی تعریف میں شامل ہیں''

صاحب دائرۃ معارف القرآن نے حدیث کی تعریف ان الفاظ سے فرمائی ہے:

"الحدیث لغة الخبر وقد اطلق اصطلاحاً علی ما روی عن رسول الله ﷺ من الکلام وقد أفرد له الآئمة والأولون علماء سمّوه علم مصطلح الحدیث لیتوصّلوا إلی تمحیص ما یروی عن رسول الله ﷺ فیقفوا علی صحیحة الخالص من شائبات التّحریف والتّصحیف وتمییز الناسخ من المنسوخ فإن رسول الله ﷺ أرسل مؤدبا للأمة من لدن تکونها ولبث فیها حتی استتب نظامها الاجتماعی فاضطر أولا لوضع أحکام خفیفة مناسبة لقابلیها ......الخ"

''حدیث لغت میں کہتے ہیں خبر کو اور اصطلاح میں حدیث کہتے ہیں ہر اس کو جو آنحضرت ﷺ سے مروی ہو، کلام وغیرہ، اور اس علم حدیث کے لئے ایک مستقل علم مرتب کیا گیا ہے جس کو مصطلح الحدیث کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے تا کہ حدیث کو تحریف وتصحیف سے محفوظ کیا جائے اور حدیث صحیح وسقیم میں امتیاز کیا جائے۔(٦)

صاحب دائرۃ المعارف رقم طراز ہیں:

"الحدیث عند المسلمین یقابل التقلید عند النصاری وهو عندهم علم یعرف به أقوال النبی ﷺ وأفعاله وأحواله وهو إما حدیث روایة وهو علم یبحث فیه عن کیفیة اتصال

الأحاديث بالرسول من حيث أحوال رواته ضبطا وعدالة ومن حيث كيفية السند اتصالاً وانقطاعاً وغير ذلك وقد اشتهر بأصول الحديث أو حديث دراية وهو علم باحث عن المعنى المفهوم من الفاظ الحديث وعن المراد منها مبنياً على قواعد العربية وضوابط الشريعة ومطابقا لأحوال النبي وحكمه الوجوب العيني على من انفرد به والكفائي عند التعدد"(۷)

''مسلمانوں کے نزدیک حدیث اس تقلید کے مقابل ہے جو نصاری کے نزدیک ہے اور حدیث مسلمانوں کے نزدیک وہ علم ہے جس سے رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور آپ کے افعال، احوال معلوم کئے جاسکیں پھر حدیث روایۃً ہوگی.......... یا پھر درایۃً ہوگی..........''

صاحب المعجم الوسیط اپنی کتاب میں تحریر فرماتے ہیں:

"(حديث) تكلم وأخبر و روى حديث رسول الله ﷺ وحدث فلانا الحديث وحدث به أى أخبره (تحدث) تكلم، الحديث كل ما يتحدث به من كلام وخبر وكلام رسول الله ﷺ (وفى اصطلاح المحدثين) قول أو فعل أو تقرير نسب إلى النبى ﷺ۔"

کہ حدیث لغت میں تو ہر اس کلام اور خبر کو کہتے ہیں جو بولا جائے اور بیان کیا جائے پھر یہ رسول اللہ کے کلام کو بھی از روئے لغت شامل ہے۔ لیکن اصطلاح میں حدیث کہتے ہیں ہر وہ قول وفعل اور تقریر جو آنحضرت ﷺ کی جانب منسوب کی جائے۔(۸)

علامہ ابن المنظور لسان اللسان میں حدیث پر بحث کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"(حديث) يحدث حدوثا وحداثة، الحديث نقيض القديم، الجديد من الأشياء، الحديث كون الشئ لم يكن وحدث أمر أى وقع. الحديث: الخبر يأتى على القليل والكثير والجمع أحاديث"

ترجمہ:

"حدیث نقیض ہے قدیم کی اور حدیث کہتے ہیں اشیاء میں سے جو نئی ہوں اور لغت میں حدیث کا اطلاق قلیل اور کثیر خبر پر کیا جاتا ہے اور حدیث کی جمع احادیث آتی ہے۔(۹)

صاحب اعلاء السنن علامہ ظفر احمد عثمانی مقدمہ اعلاء السنن میں تحریر فرماتے ہیں:

"الحديث في عرف الشرع: ما يضاف إلى النبي ﷺ وكأنه أريد به مقابله "القرآن" لأنه قديم وقال الطيبي: الحديث أعم من أن يكون قول النبي ﷺ أو الصحابي أو التابعي وفعلهم وتقريرهم وقال الحافظ في "شرح النخبة": الخبر عند علماء الفن مرادف للحديث، فيطلقان على المرفوع وعلى الموقوف والمقطوع، وقيل الحديث ما جاء عن النبي ﷺ والخبر ما جاء من غيره وقيل بينهما عموم وخصوص مطلق فكل حديث خبر ولا عكس. والمحدثو ن يسمون المرفوع والموقوف بالأثر وفقهاء خراسان يسمون الموقوف بالأثر والمرفوع بالخبر والحديث، ويسمى المحدث أثريا نسبة للأثر وأثرت الحديث بمعنى رويته"

ترجمہ:

"جس کا حاصل یہ ہوا کہ حدیث شریعت کے عرف میں اس قول وفعل کو کہا جاتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی جانب منسوب کیا جائے، علامہ طیبیؒ فرماتے ہیں کہ حدیث کا اطلاق آنحضرت ﷺ اور حضرات صحابہ کرامؓ اور تابعین رحمہم اللہ کے اقوال وافعال پر بھی کیا جاتا ہے۔ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اپنی کتاب "شرح نخبۃ الفکر" میں فرماتے ہیں کہ خبر علماء اصولیین کے نزدیک حدیث کے مترادف ہے۔ لہذا ان دونوں کا اطلاق حدیثِ مرفوع اور

حدیثِ موقوف اور حدیثِ مقطوع پر کیا جاتا ہے۔ اور بعض حضرات علماء کرام نے خبر وحدیث میں فرق بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ حدیث تو وہ ہے جو آنحضرت ﷺ کی جانب سے منقول ہو کر آئے۔ اور خبر وہ ہے جو آنحضرت ﷺ کے غیر سے منقول ہو، اور بعض حضرات نے بیان فرمایا ہے کہ خبر اور حدیث کے مابین عموم وخصوص مطلق کی نسبت ہے۔ اس طرح سے کہ ہر حدیث خبر ہوتی ہے لیکن ہر خبر حدیث نہیں ہوتی۔ (۱۰)

مفتی محمد تقی عثمانی نے حاشیہ اعلاء السنن میں تحریر فرمایا ہے:

"واصطلح الفقهاء والخراسيون ومن تبعهم على أن الحديث اسم للمرفوع، والأثر اسم للموقوف على الصحابة والتابعين.

أما حد علم الحديث الخاص بالرواية فهو: علم يعرف به أقوال رسول الله ﷺ وأفعاله وأحواله وروايته وضبطه وتحرير ألفاظه.

وعلم الحديث الخاص بالدراية: علم يعرف منه حقيقة الرواية وشروطها وأنواعها وأحكامها وحال الرواة وشروطهم وأصناف المرويان وما يتعلق بها. (۱۱)

ترجمہ:

''فقہاء خراسیین اور ان کے متبعین کی اصطلاح یہ ہے کہ حدیث نام ہے مرفوع کا، اور اثر نام ہے اس قول وفعل کا جو صحابہ کرام اور تابعین پر موقوف ہو''

علم حدیث جو روایت کے ساتھ خاص ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ جس کے ذریعے آنحضرت ﷺ کے اقوال وافعال واحوال معلوم ہوں۔

علم حدیث جو درایت کے ساتھ خاص ہے اس کی تعریف یہ ہے کہ جس کے ذریعے روایت کی حقیقت اور اس کی شرائط اور اس کی انواع واحکام روایان حدیث اور ان کی شرائط اور حدیث کی اقسام کا علم حاصل ہو سکے۔

علامہ عبیداللہ اسعدی نے علوم الحدیث میں حدیث کی تعریف ان الفاظ میں ذکر فرمائی ہے:

''حدیث کے لغوی معنی: نیا، گفتگو۔ جمع: احادیث۔

اصطلاحی تعریف: وہ قول وفعل وتقریر وحال جس کی حضور ﷺ کی طرف نسبت ہو نیز صحابہ کے قول وفعل وتقریر اور تابعی کے قول وفعل کو بھی حدیث کہتے ہیں۔'' (۱۲)

تقریر سے مراد ہے کسی امر واقعہ کے سامنے یا علم میں آنے پر حضور ﷺ کا خاموش رہنا (اس لئے کہ حضور ﷺ کے منصب کی وجہ سے آپ ﷺ کی خاموشی) ایسے ہی صحابہ کرام کی خاموشی (جو عظمت والے ہیں اس بناء پر ان کی خاموشی) تائید کی دلیل ہے۔ یعنی تقریر کا مفہوم ''خاموش تائید'' ''حال'' سے جسمانی واخلاقی احوال مراد ہیں۔ یعنی حلیہ اور اخلاق، عادات وغیرہ خواہ ان کا تعلق بیداری کی حالت سے ہو یا نیند کی حالت سے۔ (۱۳)

حفاظتِ حدیث

قرآن مجید صحیفۂ ربانی ہے جو تمام انسانوں اور ہر زمانہ کے لئے نازل فرمایا گیا ہے۔ یہ ایک عام قانون ہے کہ جو دوامی طور پر نافذ ہے لیکن ہر عام قانون کے خاص قواعد ہوتے ہیں، مجمل احکام کے نفاذ کے لئے خصوصی اشکال کا تعین کرنا لازمات میں سے ہے۔

ساتھ ہی ساتھ اس آخری مختتم اور مکمل صحیفۂ ربانی کی تشریح اور اس کے قواعد کی تدوین بھی لازمی تھی ورنہ ہر شخص اپنی استعداد اور ہر زمانہ اپنے رنگ کے لحاظ سے ایسا عمل کرتا جس سے یک جہتی مفقود اور دنیا کا صحیح طور پر ارتقاء پانا محال ہو جاتا، اسی وجہ سے قرآنی احکام کی توضیح وتشریح لازم آئی۔ ظاہر ہے کہ اس کے لئے وہی عظیم ہستی موزوں ہو سکتی تھی جس کو خود خداوند تعالیٰ نے نزول قرآن کے لئے منتخب فرمایا تھا۔

کتنی عجیب بات ہے کہ ہم قرآن پہنچانے والے کی تشریح وتوضیح کو تسلیم کرنے سے گریز کرتے ہیں۔ ایسا گریز یا تو اس وجہ سے ہوگا کہ معاذ اللہ اس عظیم تر ہستی پر اطمینان نہیں، یا یہ کہ جیسا عام طور پر کہا جاتا ہے یہ احتمال ہے کہ جو تشریح اس بزرگ ہستی نے فرمائی وہ ہم تک حقیقتاً من وعن نہیں پہنچی۔ عام طور پر یہ خیال کیا جاتا ہے کہ دوسری یا تیسری صدی ہجری میں تدوینِ حدیث کے کام کا آغاز ہوا۔ لیکن یہ خیال صحیح نہیں ہے، حدیث نبوی ﷺ کو اکثر وبیشتر آنخضرت ﷺ کے زمانہ ہی میں لکھ دیا گیا تھا بلکہ ایک حد تک اس کی تدوین بھی ہو چکی تھی۔ اور ویسے بھی حفاظتِ حدیث صرف کتابت میں منحصر نہیں بلکہ حفظِ حدیث کے تین طریقے شروع سے آج تک مسلسل جاری ہیں:

۱) حفظ بالرّوایۃ: یعنی احادیث کو زبانی یاد کرنا اور دوسروں تک پہنچانا۔
۲) حفظ بالتعامل: یعنی احادیث پر انفرادی اور اجتماعی زندگی میں عمل۔
۳) حفظ بالکتابۃ: یعنی تحریر و کتابت کے ذریعے احادیث کو محفوظ کر لینا۔

حفظ بالرّوایۃ:

حفاظتِ حدیث کا یہ طریقہ سب سے زیادہ مؤثر طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ صحابہ کرامؓ کی جماعتوں کی جماعتیں احادیث یاد کرنے اور دوسروں تک پہنچانے میں لگی ہوئی تھیں۔ اللہ تعالی نے ان حضرات کو جو حیرت ناک حافظہ عطا کیا تھا وہ حفظ حدیث کی ناقابل انکار ضمانت ہے ان کو گھوڑوں تک کے نسب نامے ازبر یاد تھے، سینکڑوں اشعار صرف ایک بار سن کر یاد ہو جاتے تھے۔ جب ایسی معمولی چیزوں کا یہ حال تھا تو حدیثِ نبوی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام جس کو یہ مدارِ دین سمجھ کر جان سے زیادہ عزیز رکھتے تھے اسے یاد کرنا ان کے لئے کیا مشکل تھا۔ خصوصاً جب روایتِ حدیث کا حکم رسول اللہ ﷺ نے بہت تاکید سے بار بار دیا تھا۔ مثلاً یہ ارشاد کہ:

بلّغوا عنّی ولو آیۃ ......الحدیث (۱۴)

فلیبلّغ الشاھدُ الغائبَ ......الحدیث (۱۵)

آپ ﷺ کے انہی ارشادات کے پیش نظر بہت سے صحابہ کرامؓ نے اپنی زندگی کا مشغلہ و مقصد یہی حفاظت و اشاعت حدیث ہی بنالیا تھا اور اسی میں اپنی زندگیاں کھپا کر ہم تک آپ ﷺ کی مکمل سیرت پہنچائی۔

حفظ بالتعامل:

حفاظتِ حدیث کا دوسرا طریقہ تعامل صحابہؓ و تابعینؒ ہے، صحابہ کرامؓ کی عام عادت تھی کہ وہ کوئی فعل مثلاً وضو وغیرہ اپنے شاگردوں کو دکھا کر کرتے تو فرماتے:

"ھکذا رأیت رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم یفعل"

خلفاء راشدین کا تو معمول تھا کہ جب ان کے سامنے کوئی نیا مسئلہ آتا تو صحابہ کرامؓ سے دریافت کرتے کہ کسی نے اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے کچھ سنا ہے؟ اگر کسی نے سنا ہوتا تو بیان کر دیتا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تو بسا اوقات اس راوی سے دو گواہ بھی طلب کرتے (۱۶) اور پھر اس روایت کے مطابق فیصلہ ہو جاتا اور وہ حدیث حکومت کا قانون بن جاتی۔ ایسے

بہت سے مسائل ہیں جن پر صدیوں مسلم حکومتیں عامل رہی ہیں۔

حفظ بالکتابۃ:

کتابتِ حدیث کا یہ طریقہ ابتدائے اسلام سے آج تک جاری وساری ہے۔ نبی کریم ﷺ نے خوشاہانِ عالم کے دربار میں جو دعوتِ اسلام کے پیغام لکھوا کر بھجوائے وہ کتابت حدیث ہی ہے۔ اس میں ہرقل کے نام خط صحیح بخاری کی ابتداء ہی میں ہے۔

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے خطبہ دیا جس میں انسانی حقوق وغیرہ کے احکام تھے۔ یمن کے سردار ابوشاہ نے عرض کیا: یہ مجھے لکھوا دیجئے، آپ ﷺ نے فرمایا: "اکتبوا لأبی شاہ" (ابوشاہ کے لئے یہ خطبہ لکھ دو) (۱۷)

میثاقِ مدینہ کی باون دفعات، صلح حدیبیہ کا تحریری معاہدہ کتابت حدیث ہی تو ہے۔ اس کے علاوہ نبی کریم ﷺ نے سرکاری وثیقے، جاگیرنامے، نومسلم وفود کے لئے ہدایات، خود تحریر فرما کر بھیجے جس کا ذکر تاریخ وسیر کی کتابوں میں جابجا ملتا ہے۔

صحابہ کرامؓ نے بھی آنحضرت ﷺ کی موجودگی میں احادیث لکھنا شروع کر دیں تھیں، چنانچہ الصحیفۃ الصادقہ، کتاب الصدقہ، صحیفہ عمرو بن حزم، حضرت انس کی تالیفات، صحیفہ ہمام ابن منبہ یہ سب صحابہ کرامؓ ہی کے دور اور انہی کے مقدس ہاتھوں کا لکھا ہوا مجموعہ ہے۔ (۱۸)

بہرحال صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ سے مجتمعاً اور متفرقاً دونوں طریقوں سے حدیث کی تعلیم حاصل کرتے تھے۔ آپ ﷺ سے بعض حدیثوں کو صحابہ کا ایک بہت بڑا گروہ اخذ کرتا تھا چنانچہ اکثر عملی حدیثیں جن میں نماز، زکوۃ، حج، وراثت وغیرہ کے احکام کی تشریح کی گئی ہے اس قسم کی ہیں۔ قرآن مجید کے مطلب کو رسول اللہ ﷺ کبھی صرف قول سے کبھی صرف فعل سے اور کبھی ایک ساتھ قول وفعل دونوں کے ذریعہ سے بیان فرمایا کرتے تھے مثلاً آپ نے نماز ادا فرمائی اور فرمایا:

"صلّوا کما رأیتمونی أصلّی"

اس طرح نماز پڑھو جس طرح تم مجھے نماز پڑھتے دیکھتے ہو۔

آپ ﷺ نے حج ادا کیا اور فرمایا:

"خذوا عنی مناسککم"

مجھ سے اپنے حج کے مناسک سیکھو۔

اس لحاظ سے رسول کریم ﷺ کی حیثیت قرآن کے شارح کی ہے۔ آپ قرآن مجید کی مجمل آیتوں کی تشریح کرتے تھے، اس کی مطلق آیتوں کو مقید فرماتے تھے اور اس کی مشکل آیتوں کی تفسیر کرتے تھے اور اس حیثیت سے حدیث میں کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس کے مفہوم پر قرآن مجید نے اجمال سے یا تفصیل سے دلالت نہ کی ہو، البتہ اس دلالت کے مختلف طریقے ہیں۔

عام صورت یہ ہے کہ قرآن مجید نے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کو واجب التعمیل قرار دیا ہے مثلاً:

"ما آتاكم الرسول فخُذوه وما نهاكم عنه فانتهوا"

''جو کچھ رسول تمہیں دیں لے لو اور جس بات سے تمہیں منع کریں تم اس سے باز رہو''

غرض احادیث رسول اللہ ﷺ مکمل محفوظ ہیں۔ چونکہ حدیث شریف قرآن مجید کی شرح کا درجہ رکھتی ہے اس لئے ہر زمانے میں علماء نے مختلف جہات سے حدیث کی خدمت کی ہے۔

ہم ذیل میں علوم حدیث کا جائزہ پیش کرتے ہیں:

علوم الحدیث

جس ذات پاک پر قرآن کریم جیسی معجزانہ اور علوم وفنون کا گنجینہ جیسی کتاب نازل کی گئی ہو خود اس کی گفتگو اعجازی شان سے خالی ہو، وہ خود علوم وفنون کا سرچشمہ نہ ہو، ناممکن ہے، اصلاً تو حدیث حضور ﷺ کے اقوال وافعال اور تائیدات واحوال کے مجموعہ کا نام ہے لیکن متعلقات نے اس کو بھی ''علوم قرآن'' جیسی وسعت دے دی ہے، اگرچہ قرآن کریم کلام الٰہی ہے اس کی شان جداگانہ ہے، علماء نے مختلف انداز پر ''علومِ حدیث'' پر کام کیا ہے، اور تفصیل واختصار کے ساتھ مستقل کتابوں، رسائل اور ضمنی مباحث ومقالات کی صورت میں ان کو جمع کیا ہے۔

علوم حدیث کی تعداد کی بابت ''ابن ملقّن'' سے منقول ہے کہ دوسو سے زائد ہیں، مشہور محققین میں حاکم نے ''پچاس'' علامہ نوویؒ اور ابن الصلاح نے ''چھ سو'' علامہ سیوطیؒ نے ''ترانوے'' ذکر کے ہیں۔ اور ابو حاتم وابن حبان نے صرف حدیث ضعیف کے تحت ''انچاس'' علوم اور مناوی نے عقلاً ''ایک سوانتیس'' اقسام کا ذکر کیا ہے۔ اس اختلاف تعداد کی وجہ تحریر و تحقیق میں تفصیل واختصار ہے کہ بعض حضرات نے بہت سی احادیث کو ضمناً لیا ہے اور بعض نے مستقل علوم وفنون کی حیثیت سے شمار وذکر کیا ہے۔

اصولی طور پر ''علوم حدیث'' کی دو اقسام ہیں

۱) علمِ حدیث روایۃً

۲) علمِ حدیث درایۃً

۱) علمِ حدیث روایۃً کا مصداق روایات کو سن کر حسب موقع ان کو محفوظ کر کے نقل کرنا، خواہ وہ کسی سے منقول ہوں، حضور ﷺ سے یا صحابہ وتابعین سے اور قول وفعل سے ان کا تعلق ہو، یا تائید اور اخلاقی وجسمانی احوال سے ہو، اور خواہ ان کی نقل یادداشت کی مدد سے ہو یا بذریعہ تحریر وکتابت۔

۲) علمِ حدیث درایۃً کا مصداق تحقیق کے ساتھ احادیث کا علم یعنی ان کے معانی ومطالب کا ان متعلقات کے ساتھ ہے، جن کے سامنے آنے سے کسی حدیث کی بابت یہ فیصلہ ہوسکتا ہے کہ اس پر عمل کیا جائے گا یا نہیں اس کے تحت معانی کی بحث بھی آتی ہے اور دیگر ابحاث بھی جنہیں مختلف عنوانوں سے تعبیر کیا گیا ہے۔ مثلاً

(۱) علم درایۃ الحدیث

(۲) علوم الحدیث

(۳) علم اصول حدیث

(۴) علم مصطلح الحدیث

(۵) علم الحدیث

امام حاکمؒ اپنی کتاب ''المدخل'' میں حدیث کی دس اقسام ذکر کی ہیں پانچ ان میں سے متفق علیہا ہیں اور پانچ مختلف فیہا ہیں۔(۱۹)

متفق علیہا (جن پر سب کا اتفاق ہو) کی اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

۱) متفق علیہا میں سے قسم اول بخاری ومسلم کی منتخب کردہ احادیث، یہ حدیث کا پہلا درجہ ہے، کہ ہر طبقہ میں راوی سے دو اشخاص روایت کرنے والے ہوں اور دونوں کے دونوں ثقہ آدمی ہوں، اس قسم کی احادیث پورے ذخیرۂ احادیث میں دس ہزار سے زیادہ نہیں۔

۲) یہ ہے کہ حدیث صحیح کو صحابی سے تو ایک راوی عادل نقل کرے، اس کے بعد اس راوی سے وہ حدیث عادل رواۃ ہی سے منقول ہوکر آئے، تو یہ حدیث صحیح کا دوسرا درجہ ہے۔

۳) یہ ہے کہ صحابہ کرامؓ سے تابعین حضرات حدیث کونقل کریں جو سب کے سب ثقہ ہوں مگر تابعی سے روایت کرنے والا راوی صرف ایک ہی ہو۔

۴) یہ ہے کہ وہ غریب احادیث جن کو روایت کرنے والے ثقات و عادل ہی ہوں، لیکن ان احادیث کی تخریج عام کتب حدیث میں نہ ہو۔

۵) وہ احادیث کا ذخیرہ جس میں راوی اپنے آباؤاجداد کے طریق سے حدیث کونقل کرے۔

مختلف فیہا کی پانچ اقسام مندرجہ ذیل ہیں:

۱) مراسیل وہ احادیث کا ذخیرہ جس میں تابعی یا تبع تابعی روایتِ حدیث میں صحابی کا واسطہ ترک کر کے قال رسول اللہ ﷺ کہہ کر حدیث کو روایت کرے۔ (یعنی درمیان میں واسطہ حذف کر کے حدیث کو خود حضور ﷺ سے روایت کرے اس قسم کی احادیث اہل کوفہ کے بعض آئمہ کے نزدیک صحیح ہوتی ہیں)

۲) ان حضرات کی مرویات احادیث جو حدیث کے روایت کرنے میں اپنے اپنے سماع کا ذکر نہ کریں، اس قسم کی احادیث بعض آئمہ اہل مدینہ کے نزدیک صحیح ہیں۔

۳) یہ ہے کہ ثقہ راوی دوسرے رواۃ سے حدیث کونقل کرے اور اس کی سند بھی بیان کرے، لیکن اس ثقہ راوی سے، ثقہ رواۃ کی جماعت حدیث کو مرسل کر کے نقل کریں۔

۴) ایسے محدث کی روایت جس کی بیان کردہ احادیث غیر معروف ہوں۔

۵) بدعتی اور اہل ہوا کی بیان کردہ احادیث۔ بعض حضرات نے ان کی بیان کردہ روایت کو اس صورت میں قبول کیا ہے جبکہ اس کی بیان کردہ احادیث میں کذب کی گنجائش نہ ہو۔

علم مصطلح الحدیث:

ایسے اصول وقواعد کے جاننے کا نام ہے جس کے ذریعے حدیث کی سند اور متنِ حدیث کا حال معلوم ہو سکے، اس حدیث کو قبول اور رد کرنے کے اعتبار سے۔

موضوع علم مصطلح الحدیث

حدیث کی سند اور متن ہے رد و قبول کرنے کے اعتبار سے۔

غرض وثمرہ:

حدیث صحیح کوضعیف وسقیم سے ممتاز کرنا۔

خبر:

اس کی جمع اخبار آتی ہے،اس کی اصطلاحی معنی میں تین اقوال ہیں:(۲۰)

۱) خبر حدیث کی مترادف ہے(یعنی حدیث وخبر دونوں کی معنی ایک ہی ہیں)

۲) خبر حدیث کے مغایر ہے، اس طرح سے کہ حدیث کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ کی جانب سے منقول اور خبر کا اطلاق اس پر ہوتا ہے جو آنحضرت ﷺ کے غیر سے منقول ہو۔

۳) حدیث خاص ہے،اس طرح کہ حدیث وہ ہے جو نبی ﷺ سے منقول ہواور خبر عام ہے چاہے وہ نبی کریم ﷺ سے منقول ہو یا آپ کے غیر سے۔(۲۱)

حوالہ جات

حاشیہ نمبر	کتاب	مؤلف	صفحہ نمبر	ناشر
۱	علوم الحدیث	مولانا عبیداللہ اسعدی	۱۲	مجلس نشریات اسلام کراچی
۲	التدریب الراوی	علامہ نوویؒ	۲۳	قدیمی کتب خانہ کراچی
۳	درس ترمذی	مفتی محمد تقی عثمانی	۸	مکتبہ دارالعلوم کراچی
۴	ایضا	ایضا	ایضا	ایضا
۵	فتح المغیث	علامہ سخاویؒ	۱۲	المدینۃ المنورۃ
۶	دائرۃ معارف القرآن	محمد فرید وجدی	۳/۳۶۰	دائرہ معارف القرآن لاہور
۷	دائرۃ المعارف	المعلم بطرس البستانی	۶/۷۵۱	دارالمعرفۃ بیروت
۸	المعجم الوسیط			
۹	لسان اللسان	علامہ ابن المنظور الافریقی	۱/۲۳۶	دارالکتب بیروت
۱۰	مقدمہ اعلاء السنن	علامہ ظفر احمد عثمانی	۲۴	ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ کراچی
۱۱	حاشیہ اعلاء السنن	مفتی محمد تقی عثمانی	۲۵	ایضا
۱۲	علوم الحدیث	مولانا عبیداللہ اسعدی	۱۸	مجلس نشریات اسلام کراچی

۱۳	ایضا	ایضا	ایضا	ایضا
۱۴	مشکوۃ المصابیح		۳۲/۱	قدیمی کتب خانہ کراچی
۱۵	الصحیح لامام بخاری	محمد بن اسماعیل البخاری	رقم:۱۶۵۴	ایضا
۱۶	ایضا	ایضا	۹۲۳/۲	ایضا
۱۷	ایضا	ایضا	۳۲۹/۱	ایضا
۱۸	درس مسلم	مفتی محمد رفیع عثمانی	۴۲ تا ۷۵	مکتبہ دارالعلوم کراچی
۱۹	المدخل	امام ابوعبداللہ الحاکم	۴۵	مکتبۃ الایمان بیروت
۲۰	التدریب الراوی	علامہ نوویؒ	۴۰ تا ۴۵	قدیمی کتب خانہ کراچی
۲۱	تیسیر مصطلح الحدیث	الدکتور محمود الطحان	۱۴	ایضا

☆☆☆☆☆